

عتیق احمد جیلانی :

## ”معارف اور شعراء کے تذکرے“

وسائل تحقیق میں شعراء کے تذکروں کی اہمیت مسلم ہے۔ رسالہ ”معارف“ اعظم گڑھ نے ابتداء ہی سے اس طرف توجہ کی اور اس سلسلے میں مقالات و مضامین شائع کیے۔ نوعیت کے لحاظ سے ان کی تین قسمیں ہیں، اول بعض نایاب یا کم یاب تذکروں کا تعارف، دوم تذکروں کے مندرجات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ : سوم بعض تذکروں کی روشنی میں کسی خاص شاعر کے احوال کی تحقیق۔ زہرِ نظر جائزے کا مقصود قارئین تحقیق کو اس ذخیرہ مقالات سے متعارف کرانا ہے جو زمانی لحاظ سے سات دہائیوں پر محیط ہے۔

”معارف“ کے صفحات پر سب سے پہلے گارسین دتاسی (Garcin De Tassy) کا تذکرہ موضوع گفتگو بنا ہے۔ اس ضمن میں سولوی محمد محفوظ الحق کا مضمون اگست اور ستمبر ۱۹۲۲ء کے شماروں میں اور قاضی عبدالودود کا مقالہ اکتوبر ۱۹۶۲ء کے شمارے میں شامل ہے۔ مذکورہ تحریروں پر ہمارا تبصرہ ”تحقیق“، شمارہ اول ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔

”معارف“ اگست ۱۹۲۳ء، جلد ۱۲، شمارہ ۲ میں مولانا عبدالسلام ندوی نے تذکرہ مصحفی (قلمی) مملوکہ کتب خانہ

۱۔ قاضی عبدالودود نے ”صحیفہ“ لاہور، شمارہ ۳، دسمبر ۱۹۵۷ء میں زیادہ تفصیل کے ساتھ دتاسی کی فروگذاشتوں کا جائزہ لیا ہے۔

ندوۃ العلماء کا تعارف کرایا ہے۔ اس نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے مصحفی کی زندگی میں لکھا گیا اور خود آن کی تحریر کا کاپی حصہ اس میں شامل ہے، اس نسخے میں ۱۹۶ شعرا کا احوال مندرج ہے، جب کہ نسخہ رام پور میں ۱۹۲ اور مولوی عبدالحق کے مطبوعہ نسخے (۱۹۳۳ع) میں ۱۹۳ شعرا کا حال ملتا ہے۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے زیر نظر مضمون میں مصحفی کے حالات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مذکورہ تذکرے کی مدد سے ”آب حیات“ کے بعض بیانات کی صحت پر شبہے کا اظہار بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری نے ”تذکرۃ الشعراء معروف بہ تذکرہ ہندی (نسخہ ندوہ)“ مرتب کر کے ۱۹۸۰ع میں لکھنؤ سے شائع کر دیا ہے۔

مولانا حبیب الرحمان خاں شروانی نے ”معارف“ مارچ ۱۹۳۳ع جلد ۱، شماره ۳ میں ”تذکرہ مخزن الغرائب“ از ملا احمد علی ہاشمی سندیلوی، کے ایک قلمی نسخے کا تعارف تحریر کیا ہے۔ مخطوطے کے ضروری کوائف ظاہر کرنے کے بعد اس سے انشاء خاں انشاء کے حالات نقل کیے ہیں اور لکھا ہے کہ ”آب حیات سے مقابلہ کیا، بعض واقعات کے لحاظ سے ظلمات و نور کا فرق معلوم ہوا۔“ (ص ۲۱۶) اس مضمون کے آخر میں ”معارف“ کی طرف سے نوٹ ہے کہ ”مخزن الغرائب“ کا ایک نسخہ مولانا شبلی نعمانی کا خرید کر دار المصنفین میں بھی موجود ہے۔

۱۔ ”نگار“ سال نامہ ۱۹۶۳ع ”تذکروں کا تذکرہ نمبر“ میں ۱۹۱ شعرا کی فہرست دی گئی ہے۔

۲۔ مولانا عبدالحمید ندوی ”مخزن الغرائب“ نسخہ ندوہ کا ذکر کرتے ہیں (تقریباً حاشیہ صفحہ ۲۶۱ پر)

(۲۶۱)

”تذکرہ مخزن الغرائب پر ایک نظر“ کے عنوان سے مولوی محمد محفوظ الحق کا ایک مقالہ ”معارف“ جون ۱۹۲۳ء، جلد ۱۳، شماره ۲۶ کی زینت ہے۔ اس مقالے میں انہوں نے صاحب تذکرہ کے حالات تفصیلاً درج کئے ہیں۔ انہیں حبیب الرحمن خاں شروانی کی اس رائے سے اختلاف ہے کہ احمد علی ہاشمی نے مذکورہ تذکرہ مرزا نجف، خاں کے فیض صحبت سے تحریر کیا۔ علاوہ ازیں وہ ندوہ کے نسخے (مکتوبہ ۱۲۲۰ھ) کو قدیم ترین اور بوڈلین کے نسخے (مکتوبہ ۱۱ صفر ۱۲۲۳ھ) کو دوسرے نمبر پر قرار دیتے ہیں۔ نسخہ خدا بخش کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ قدیم نہیں۔ ۲۔

(صفحہ ۲۶۰ کا بقہ حاشیہ)

ہوئے لکھتے ہیں: ”احمد علی ہاشمی سندیلوی کے مشہور تذکرے کا زمانہ تصنیف ۱۲۱۸ھ ہے۔ پیش نظر نسخہ قلمی ۱۲۲۰ھ کا مکتوبہ ہے، یعنی تصنیف کے کل دو سال بعد کا ہے۔ تقطیع کلاں کے ۱۰۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ کاغذ دبیز بادامی، خط فارسی نستعلیق ہے۔ کاتب کے نام کا صحیح پتا نہ چل سکا، غالباً عزیز الدین ہے“ (بحوالہ ”کتب خانہ دارالمصنفین کے نوادرات و مخطوطات“ مشمولہ ”معارف“ نومبر ۱۹۶۸ء، جلد ۱۰، شماره ۵)۔

۱۔ ذخیرہ شیرانی میں موجود مخطوطہ ”مخزن الغرائب“ قدیم ترین ہے۔ اس کی کتابت کا سال ۱۲۱۹ھ ہے۔ (بحوالہ ”فہرست مخطوطات شہرانی“ مشمولہ مجلہ ادارہ تحقیقات پاکستان، لاہور، جنوری و اپریل ۱۹۶۷ء، جلد ۳، شماره ۱، ۲)۔

۲۔ نسخہ خدا بخش بھی ۱۲۲۳ھ کا مکتوبہ ہے۔ (بحوالہ، ڈاکٹر سید علی رضا نقوی: تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، تہران، مطبوعات علمی، ۱۹۶۳ء)۔

(۲۶۲)

”تذکرہ گلزار اعظم، جنوبی ہند کے فارسی شعراء کا ایک اہم تذکرہ ہے۔ اس سے متعلق دو مضامین ”معارف“ میں موجود ہیں۔ پہلا مضمون سید فضل الرحمان کا تحریر کردہ ہے اور مارچ ۱۹۳۵ء، جلد ۱۲، شماره ۳ میں شائع ہوا ہے۔ مقالے کے آغاز میں ایران کے صفوی اور ہندوستان کے مغل عہد، خصوصاً دور اکبری میں فارسی شاعری کا مختصر احوال ہے، اور پھر مذکورہ تذکرے کا تعارف ایک قلمی نسخے کے طور پر کرایا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ نسخہ مطبوع ہے، البتہ اس کی طباعت کچھ ایسی ہوئی ہے کہ قلمی ہونے کا دھوکا ہوتا ہے۔ چنانچہ ”معارف“ جولائی ۱۹۲۵ء، جلد ۱۲، شماره ۱ میں مولوی محمد محفوظ الحق نے نہ صرف یہ غلط فہمی دور کی بلکہ صاحب تذکرہ نواب محمد غوث خان اعظم کے تصنیف کردہ پہلے تذکرے ”صہم وطن“ کا تفصیلی تعارف بھی کرایا ہے۔ سید فضل الرحمان سے ایک مہمو اور ہوا، وہ لکھتے ہیں: ”کتاب کی تکمیل ۱۲۷۲ھ کے پہلے یا ابتدائے سن میں ہوئی ہے۔ ہاں کتاب کی تصنیف کا کام ۱۲۵۷ھ کے بعد شروع ہوا۔“ (ص ۲۱۱)۔ جب کہ مولوی محفوظ الحق کا خیال ہے کہ ۱۲۵۷ھ نواب موصوف

۱۔ کاتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو، پاکستان میں تذکرہ ”گلزار اعظم فارسی“ کے دو مطبوع نسخے موجود ہیں۔ صفحہ اول کی عبارت سے بھی مطبوع ہونے کا پتا چلتا ہے: ”تذکرہ گلزار اعظم، در مطبع سرکاری بقالب طبع در آسد ۱۲۷۲ ہجری۔“ دوسرے نسخے میں کسی اہل علم کے تلم سے مفید حواشی بھی موجود ہیں، جب کہ صفحہ اول پر یہ شعر زائد ہے:

سروے بر بود در این گیشن تاک از کجروی ثمر دارد

(۲۶۳)

کے تذکرہ ”صبحِ وطن“ (تذکرہ شعرائے کرناٹک) کا سال تصنیف ہے۔ اور ”گلزارِ اعظم“ ۱۲۶۷ھ میں شروع ہو کر ۱۲۶۹ھ میں مکمل ہوا۔ مطبوعہ نسخے میں قطعہ تاریخ موجود ہے :

”در عرصہ دو سال شاہد مدعارا بحلیہ انصرام آراستم و  
بحلیہ اختتام پیراستم بلبلِ خوش نوای قام در گلزمین  
نام و تاریخش باہن برگ و ساز نغمہ پرداز است : قطعہ  
چوتیارشد گلشن بے خزاں کم افزاید از سیران عقل و دوش

۱۔ ڈاکٹر سید علی رضا نقوی اس تذکرے کا سال اتمام ۱۲۵۸ھ قرار دیتے ہیں۔ (بحوالہ ”تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند“، ہانچویں جلد، فارسی ادب، حصہ سوم، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، فروری ۱۹۷۲ء، ص ۲۱۰-)، عارف نوشاھی اس کا سالِ تالیف ۱۲۵۷ھ تحریر کرتے ہیں۔ (بحوالہ ”فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی“ اسلام آباد، مرکز تحقیقاتِ فارسی، ۱۹۸۳ء-) خود تذکرہ ”صبحِ وطن“ میں شامل آٹھ قطعہ تاریخ سے تین مختلف سال ہائے اتمام ظاہر ہوتے ہیں۔ (پانچ قطعہ سے ۱۲۵۷ھ، دو قطعہ سے ۱۲۵۶ھ اور ایک قطعے سے ۱۲۵۸ھ)۔ ”معارف“ کے مقالہ نگار مولوی محفوظ الحق کے پیشہ نظر ”صبحِ وطن“ کا جو نسخہ تھا وہ چہار دہم ذی القعدہ ۱۲۵۹ھ، مطابق سات دسمبر ۱۸۴۳ء کا مطبوعہ ہے۔ اسی اشاعت کا ایک نسخہ انجمن ترقی اردو، پاکستان کے کتب خانے میں موجود ہے۔ لیکن سندھ یونیورسٹی جام شورو کے مرکزی کتاب خانے میں جو مطبوعہ نسخہ ہے، اس پر تاریخ طباعت نہم رجب ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۸۴۲ء درج ہے۔ گویا یہ اشاعت اول ہے۔

شدم درجے نام و تاریخ تو ندا کرد گلزارِ اعظم، سروش -  
(۵۱۲۶۹)

”تذکرہ علی الکردیزی“ کے عنوان سے سہہ تمکین کاظمی کا مقالہ ”معارف“ فروری ۱۹۲۸ء، جلد ۲، شماره ۲ میں شامل ہے۔ مصنف نے ذی الحج ۱۱۲۳ھ کے مکتوب قلمی نسخے کی بنیاد پر مذکورہ تذکرے کا تعارف کرایا ہے۔ یہ مخطوطہ خواجہ غلام رازی خان جمبو کے حسب الارشاد دہلی میں نقل ہوا۔ مولوی عبدالحق نے مقدمہ تذکرہ ریختہ گویان، (مطبوعہ ۱۹۳۳ء) میں ۱۱۲۲ھ کے مکتوب ایک نسخے کا ذکر کیا ہے لیکن اس کا پتا نہیں بتایا اور مزید کیفیت ظاہر نہیں کی۔ اس طرح معلوم نسخوں میں ۱۱۲۳ھ کا نسخہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

”معارف“ فروری ۱۹۳۵ء، جلد ۳۵، شماره ۲ میں سید نصیرالدین ہاشمی کا مقالہ بعنوان ”تمنا کا تذکرہ شعراً“ موجود ہے۔ فاضل مصنف نے تمہید کے طور پر لکھا ہے: ”تذکرے کی کتابوں کی تالیف میں بی بی دکن کو اولیت کا فخر حاصل ہے، دکن میں مرتب شدہ تذکرے، شمالی ہند کے تذکروں سے قدیم ہیں۔“ (ص ۱۲۳)۔ اس کے بعد گلشنِ گفتار، تحفہ الشعراء، ریاضِ حسنی۔ ۲ اور چمنستانِ شعراً کا ذکر کیا ہے اور گلشنِ گفتار از حمید اورنگ آبادی کا سالِ تالیف ۱۱۶۳ھ قرار دے کر اسے اردو شعراً کا قدیم ترین

- ۱۔ ”تذکرہ گلزارِ اعظم“ مغزوں، انجمن ترقی اردو، پاکستان، ص ۷۔
- ۲۔ عنایت اللہ فتوت کے اس تذکرے کے تفصیلی تعارف پر مبنی سید نصیرالدین ہاشمی کا مقالہ بعنوان ”شعرائے اردو کا ایک نایاب تذکرہ“ رسالہ ہندستانی، میں شائع ہو چکا ہے۔ (رسالہ ہندستانی، اکتوبر ۱۹۳۳ء، جلد ۸، ص ۳۸۱ تا ۳۹۹)۔

(۲۶۵)

تذکرہ کہا ہے۔ اس مقالے میں سید نصیر الدین ہاشمی نے تذکرہ تمنا (گزل عجائب) کے جس قلمی نسخے کا تعارف کرایا ہے، اس کا تعلق کتب خانہ آصفیہ سے ہے۔ انہوں نے قطعات تاریخ کے حوالے سے آغاز و اختتام کے سال ۱۱۹۲ھ اور ۱۱۹۳ھ درج کیے ہیں۔ مولوی عبدالحق کے مقدمے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لیکن ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی کتاب ”اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری“ کے صفحہ ۱۶۶ اور صفحہ ۱۷۱ پر ادارے کی طرف سے حواشی میں مختلف دلائل کے بعد لکھا ہے: ”گل عجائب کی تالیف ۱۱۸۳ھ اور ۱۱۹۰ھ کے مابین ہوئی ہے۔ گل عجائب کا نام بقول مولوی عبدالحق مرحوم ’رنگ دوم گل عجائب من مقالات الغرائب‘ تھا۔ اصل کتاب ناپید ہے اس لیے تاریخی قطعات مقالات الغرائب کے ہون گے۔“

تذکرے کے نام پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی عبدالحق لکھتے ہیں: ”اس تذکرے کا نام پہلے ورق کی پیشانی پر یوں لکھا ہے ’رنگ دوم گل عجائب من مقالات الغرائب‘، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمنا کی کوئی تالیف ’مقالات الغرائب‘ نام کی تھی جو کئی مقالوں پر مشتمل تھی۔ ہر مقالے کو اس نے گل سے موسوم کیا ہے اور ہر گزل کے ذیلی باب کو رنگ کا نام دیا ہے۔ یہ تذکرہ

- 
- ۱۔ محققین اس خیال کو رد کر چکے ہیں۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: مقالہ ”شعرائے اردو کے تذکرے“ از ڈاکٹر سید عبداللہ، مشمولہ ”اردو“ جولائی ۱۹۶۲ء اور ”اردو شعرا“ کے تذکرے اور تذکرہ نگاری“ از ڈاکٹر فرمان فتح پوری، طبع اول، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۲ء، ص ۲۶۔

گیل عجائب کا رنگ دوم ہے۔ چوں کہ پوری کتاب اب تک دست یاب نہیں ہوئی اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ اس میں کتنے گیل، اور کتنے 'رنگ' ہیں اور ان میں کن کن مضامین سے بحث کی گئی ہے۔ مؤلف نے اس حصے کا نام جو تذکرہ شاعران پر مشتمل ہے 'گیل عجائب' رکھا ہے۔"۱-

خان آرزو کے معروف تذکرے "مجمع النفاٹس" پر جناب اقبال انصاری کا مقالہ دو قسطوں میں "معارف" اگست، ستمبر ۱۹۳۱ء، جلد ۸، شماره ۳۱۲ میں شائع ہوا ہے۔ اس مقالے کی بنیاد "مجمع النفاٹس" کے دو قلمی نسخوں پر رکھی گئی ہے۔ ایک بانکی پور اور دوسرا ایشیائیک موسائٹی کا کلکتہ نسخہ۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے نسخے کی صرف اطلاع دی گئی ہے۔ ان تینوں کا سال کتابت بھی درج نہیں کیا گیا۔ ۲ بعد ازاں صاحب تذکرہ کے معاصرین آزاد، خوشگو، میر محمد افضل ثابت، سعد اللہ گلشن، قزلباش خاں امید، میر شمس الدین فقیر اور شیخ علی حزیں وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخر میں "مجمع النفاٹس"

۱۔ مولوی عبدالحق: مقدمہ "گیل عجائب" طبع اول، اورنگ آباد،

انجمن ترقی اردو، ۱۹۳۶ء۔

۲۔ "مجمع النفاٹس" میں شامل بارہویں صدی ہجری کے تراجم پہلے

خدا بخش لائبریری جرنل شماره ۳، ۱۹۷۷ء میں اور باقی کتابی صورت

میں شائع ہو چکے ہیں۔ مذکورہ شمارے میں عابد رضا بیدار نے اس

تذکرے کے دو خطی نسخوں کا ذکر کیا: "کتابخانہ خدا بخش

دو نسخہ دارد، یکی اساس ما مؤرخ ۱۱۷۹ھ است و دومین مؤرخ

۱۱۹۶ھ"۔ (ص ۲)۔ فہرست مخطوطات شیرانی میں مذکور

نسخے کی تاریخ اتمام کتابت ۱۷ صفر ۱۱۹۱ھ ہے۔

کی چند خامیوں کی طرف اشارہ ہے ، مثلاً رشید وطواط کے ذکر میں اس کی مشہور و معروف تصنیف ”حدائق السحر“ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے ، حالانکہ شرف الدین رومی کے ذکر میں ان کی کتاب ”حدائق الحقائق“ اور رشید وطواط کی ”حدائق السحر“ کا تذکرہ موجود ہے۔ (ص ۲۱۶)۔ اسدی طوسی ، صاحب ”گرشاسب نامہ کو فردوسی کا استاد مانا ہے جو غلط ہے۔ (ص ۲۱۷)۔ شوخ محسن فانی کے کلام میں اس کے معاصر کلام پر تو روشنی ڈالی ہے لیکن اس کی ”دبستان“ کا ذکر نہیں کیا بلکہ دیباچے میں ”دبستان“ کو ملامت مؤید کی جانب منسوب کر دیا ہے۔ (ص ۲۱۷)۔

’معارف‘ ستمبر ۱۹۵۱ء ، جلد ۴۸ ، شماره ۳ میں قاضی محمد ابراہیم کا مقالہ دولت شاہ اور اس کا ”تذکرۃ الشعراء“ موجود ہے۔ فاضل مقالہ نگار صاحب تذکرہ امیر دولت شاہ معرقتدی کے سال ولادت کا تعین کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔ ”دولت شاہ کی تاریخ ولادت کا کسی تاریخ یا تذکرے میں تلاش کرنا بے سود ہے ، نہ خود دولت شاہ نے اس کا کہیں ذکر کیا ہے اور نہ ’مجالس النفاوس‘ میں اس کا کہیں سراغ ملتا ہے۔ البتہ مقدمہ ’تذکرۃ الشعراء‘ سے پتہ چلتا ہے کہ دولت شاہ نے پچاس سال کی عمر میں تذکرۃ الشعراء کو پایہ تکمیل کو پہنچایا، ’مرآۃ الصفا‘ کا مصنف دولت شاہ کی تاریخ وفات ۹۰۲ھ بتاتا ہے۔ یہ دونوں باتیں سنہ ولادت کے معلوم کرنے میں بہت حد تک معاون ہیں۔ اس طرح دولت شاہ کی تاریخ

۱۔ اس تذکرے کے متعدد قلمی اور مطبوعہ نسخے دنیا کے کئی کتب خانوں میں دستیاب ہیں ، جن کی تفصیل اسٹوری کی ”پرشین لٹریچر“ میں (ج ۱ ح ۲ ، ص ۷۸۵ تا ۷۸۷) دیکھی جاسکتی ہے۔

ولادت تقریباً ۸۴۲ھ ہونی چاہیے۔“ (ص ۱۸۲) اس اقتباس میں ”مرآة الصفا“ کا حوالہ قاضی صاحب کے استدلال کو تقویت پہنچانے کے بجائے الجھا رہا ہے۔ دولت شاہ کی تاریخ ولادت معلوم کرنے کے لیے یہ بیان ہی کافی تھا کہ امیر نے اپنا تذکرہ بعد پچاس سال، ۸۹۲ھ میں مکمل کیا۔ اس بحث کے بعد قاضی محمد ابراہیم نے امیر دولت شاہ کی ناقدانہ بصیرت کی بہت سی مثالیں پیش کی ہیں اور اس کے ساتھ ہی تذکرے میں موجود چند واقعاتی اغلاط کی نشان دہی بھی کی ہے۔ مثال کے طور پر دولت شاہ، قطران کو ترمذی بتانا ہے، حالانکہ وہ تبریزی ہے۔ فرخی کو بھی ترمذی بتایا ہے حالانکہ خود اس نے اپنے دیوان میں اپنے سیستانی ہونے کا کئی بار ذکر کیا ہے۔ (ص ۲۰۳)۔ دولت شاہ، مسعود سعد سلمان کو جرجانی لکھتا ہے... اس کے مولد لاہور کا ذکر نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ لکھتا ہے کہ مسعود، عنصر المعالی منوچہر بن قابوس کے عہد حکومت میں تھا۔ حالانکہ مسعود کے پیدا ہونے سے بہت پہلے ۸۴۳ھ میں منوچہر انتقال کر چکا تھا۔ (ص ۲۰۴)۔ سعدی کو شیخ عبدالقادر جیلانی کا مژید بنا دیتا ہے اور ان کی رفاقت میں سعدی کا حج کرنا بھی تحریر کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات تاریخی طور پر بالکل غلط ہے۔ (ص ۲۰۴)۔ زیر نظر مقالے کی بنیاد ”تذکرہ الشعراء“ کا لاہور ایڈیشن ہے۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری کا ایک مقالہ بعنوان ”تذکرہ نشتر عشق“ ’معارف‘ فروری ۱۹۵۴ء، جلد ۲۳، شماره ۲ میں شامل ہے۔ اس مقالے میں ڈھا کہ یونیورسٹی میں موجود قلمی نسخے کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ڈاکٹر سبزواری نے نسخہ رام پور اور نسخہ خدا بخش کی اطلاع بھی دی ہے۔ مضمون کی ابتداء میں صاحب تذکرہ حسین قلمی خاں

(۲۶۹)

عاشقی عظیم آبادی کے حالات دیئے گئے ہیں اور پھر اس امر کی نشان دہی کی گئی ہے کہ فارسی گو شعرا کے اس تذکرے سے ریختہ گو شاعروں کے احوال پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ خصوصاً درد، سودا، سراج الدین سراج، شفیق اورنگ آبادی، اشرف علی نغان، قمرالدین منت، عطا حسین خاں تحسین۔ ۱ اور انشا وغیرہ کے متعلق کچھ اطلاعات کی تصدیق ہوتی ہے اور بعض باتیں نئی معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً عاشقی نے خواجہ میر درد کی تاریخ وفات ۱۱۹۹ھ لکھی ہے اور مؤثر کا شعر درج کیا ہے جس سے یہ تاریخ نکلتی ہے۔ شعر یہ ہے:

وصل باشد چون وصل اولیا "وصل خواجہ میر درد" آمد ندا  
مصحفی اور لطف کے برخلاف قمرالدین منت کا سال وفات  
۱۲۰۸ھ لکھا ہے۔ اس تذکرے سے انشا اور قتیل کے تعلقات پر  
بھی روشنی پڑتی ہے۔

"تذکرہ نشتر عشق" کی تالیف پٹنہ سے ۱۹۶۸ع میں شائع  
ہو چکی ہے۔ ۱۹۸۱ع میں تاجیکستان سے اصغر جانفدا کی تصحیح  
اور مقدمے کے ساتھ بھی یہ تذکرہ چھپ چکا ہے۔ ۲

۱- صحیح نام میر محمد حسین عطا خاں تحسین (بحوالہ "نوپرز مرصع"،  
بمبئی، مطبع فضل الدین کھمبکر، فروری ۱۸۳۶ع، ص ۳۔  
۲- تاجیکستانی اشاعت کی بنیاد دو قلمی نسخے ہیں: "مقنی راکم  
شما ملاحظہ می فرمائید از روی دو نسخہ معتبر کہ در کتابخانہ  
ہای اتحاد جماہر شوروی موجود اند مرتب و تصحیح گردید" (پیش  
گفتار ص ۲)۔ اکبر حیدری کشمیری نے بھی پنجاب یونیورسٹی  
کے دو نسخوں اور نسخہ راجا صاحب محمود آباد کا ذکر کیا  
ہے۔ (بحوالہ مقالہ "تذکرہ نشتر عشق" مشمولہ "قومی زبان" کراچی،  
جنوری ۱۹۷۷ع، جلد ۷، شماره ۱)۔

(۳۷۰)

”تذکرہ لباب الالباب، تالیف محمد عوفی کا ایک اہم مخطوطہ“ کے عنوان سے ڈاکٹر نذیر احمد کا مقالہ معارف ستمبر ۱۹۸۸ء جلد ۷، شمارہ ۳ میں موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ابتداً میں مذکورہ تذکرے کے دو معروف و معلوم قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے: یعنی نسخہ الیٹ (Elliot) اور نسخہ کتاب خانہ شاہان اودھ، پھر مرزا محمد قزوینی کے حوالے سے برٹش میوزیم لندن میں موجود سید علی بن محمود الحسینی کے تذکرے ”بزم آرا“ کے بارے میں اطلاع دی ہے کہ یہ تذکرہ دراصل ”لباب الالباب“ کی ایک نقل ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: ”یہ تذکرہ (بزم آرا) عہد اکبری میں ہندوستان میں مرتب ہوا تھا۔ اس میں مؤلف نے پورا لباب الالباب شامل کر لیا تھا مگر یہ اس مؤلف کی انتہائی بددیانتی ہے کہ اس نے لباب الالباب کا نام کہیں بھی نہیں لکھا۔“ (ص ۲۲۳) اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے لکھنؤ یونیورسٹی میں موجود ایک اور نسخے کا انکشاف کیا ہے۔ اس کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ”قیاس ہوتا ہے کہ ان تمام نسخوں کا منقول عام ایک ہی تھا۔۔۔ نقائص کا اتحاد صاف پتا دے رہا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب اس کتاب کا صرف ایک ناقص نسخہ موجود تھا۔“ (ص ۲۲۴)۔

”خلاصۃ الاشعار وزبدۃ الافکار“ از تقی الدین محمد فارسی شعرا کا نہایت اہم تذکرہ ہے۔ اس تذکرے کے حوالے سے ڈاکٹر نذیر احمد کے تین مقالات ”معارف“ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۔ ”خلاصۃ الاشعار مؤلف تقی الدین کاشی“، نومبر ۱۹۵۲ء، جلد ۷، شمارہ ۵۔ ”تذکرہ خلاصۃ الاشعار وزبدۃ الافکار مؤلف تقی الدین محمد کاشانی کے چند مخطوطے ایران کے کتب خانوں میں“، جون

(۲۷۱)

۱۹۵۶ع، جلد ۷۷، شماره ۶۔ ”تذکرہ خلاصہ الاشعار اور عرفی و نظہری کے مختلف دور کی زندگی اور کلام پر ایک نظر“، اگست، ستمبر ۱۹۶۰ع، جلد ۸۶، شماره ۳۲۲۔ ڈاکٹر صاحب نے یورپ اور ہندوستان میں موجود ۱۳ نسخوں کے علاوہ تہران کے ان چار نسخوں کا بطور خاص ذکر کیا ہے ۱۔ نسخہ کتاب خانہ مجلس شورای ملی (مکتوب ۱۳۰۱ھ) ۲۔ کتاب خانہ مجلس میں موجود خلاصہ خاتم خلاصہ الاشعار، بخط مصنف ۳۔ نسخہ ڈاکٹر بیانی، رئیس کتاب خانہ ملی تہران، جز اول خاتم خلاصہ الاشعار، بخط مصنف ۴۔ نسخہ کتاب خانہ ملی تہران، جز اول خاتم خلاصہ الاشعار، بخط مصنف ۵۔ نسخہ کتاب خانہ ملی تہران، جز اول خاتم خلاصہ الاشعار، بخط مصنف ۶۔ نسخہ کتاب خانہ ملی تہران، جز اول خاتم خلاصہ الاشعار، بخط مصنف ۷۔

ڈاکٹر صاحب نے نسخہ ڈاکٹر عباس اقبال ایشیائی اور نسخہ آقائے صادق انصاری کا ذکر بھی کیا ہے جن تک رسائی نہ ہو سکی۔ اگست ۱۹۶۰ع کے ’معارف‘ میں انہوں نے ”خلاصہ الاشعار“ نسخہ مکتوب ۹۹۳ھ، ۱۱۰۱ھ اور ۱۱۰۳ھ کے حوالے سے عرفی کی ہندوستان آمد (۹۹۳ھ) سے قبل کی معلومات دی ہیں۔ ان نسخوں میں موجود عرفی کی قصائد اور غزلیات کا تعلق بھی اسی دور سے ہے۔ اس طرح ستمبر ۱۹۶۰ع کے ’معارف‘ میں مذکورہ نسخوں کا موازنہ کر کے نظہری کے حالات درج کیے گئے ہیں اور ان میں موجود قصائد، غزلیات اور رباعیات نظہری کی نشان دہی کی گئی ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد کا ایک اور مقالہ ”فارسی کے چار نایاب تذکرے ’معارف‘ جولائی ۱۹۵۷ع جلد ۸، شماره ۱ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالے میں ”نظم گزیدہ“ از ناظم تبرہزی، ”سفینہ بے خبر“ از میرعظمت اللہ بے خبر، ”شام غریباں“ از لچھمی نرائن شفیق اور ”مردم دیدہ“ از حاکم لاهوری کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ”اس تعارف کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ اورینٹل کالج میگزین، فروری ۱۹۲۷ع میں ڈاکٹر

عبدالستار صدیقی نے فارسی ادب کی تاریخ کے سلسلے سے تذکروں کی ایک طویل فہرست سے روشناس کرایا تھا جس پر پروفیسر محمد شفیع نے ایک بڑی تعداد کا اضافہ کیا تھا۔ آخر میں پروفیسر مذکور نے گہارہ ایسے تذکروں کا ذکر کیا تھا جن کا نام تو ملتا ہے مگر جن کے کسی نسخے کا علم نہ تھا... انہی میں سے چار تذکروں کو اس مضمون میں روشناس کرایا جا رہا ہے۔“ (ص ۲۴)

فاضل مقالہ نگار کے پیشتر نظر ”نظم گزیدہ“ کا نسخہ، علی گڑھ (مکتوبہ رمضان المبارک ۱۱۰۳ھ) ہے۔ مقالے میں پہلے مؤلف تذکرہ خواجہ محمد صادق ناظم تبریزی کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور پھر سال تصنیف سے بحث کی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: ”اگر نظم گزیدہ کی تاریخ اتمام کے متعلق ناظم کے قول سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ۱۰۳۸ھ کے بعد کا ہے اور بظاہر اس کے غلط سمجھنے کی کوئی وجہ بھی نہیں تو اس تذکرے کے ہندوستان میں لکھے جانے کے قرائن ہاتھ آجاتے ہیں کیوں کہ ۱۰۳۷ھ میں ناظم کے قیام گجرات کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔“ (ص ۲۷)

میر عظامت اللہ نے خیر بلگرامی مؤلف ”سفینہ بے خبر“ سے متعلق اس مقالے میں ”سرو آزاد“، ”خزانہ ہمارہ“ اور ”سفینہ بے خبر“ کے حوالے سے مفید معلومات دی گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے پیش نظر سفینہ کا نسخہ، علی گڑھ (مکتوبہ ۱۳۰۰ھ) ہے۔

۱۔ اس کتاب کے دو قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی کے کتاب خانہ میں موجود ہیں۔ (بحوالہ ”تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند“، محولہ بالا، ص ۱۸۴ -)

(۲۷۳)

بعد ازاں اسی مقالے میں ”شامِ غریبان“ مؤلف لچھمی نرائن شفیق کے ایک قلمی نسخے کا ذکر ہے۔ لکھتے ہیں: ”شامِ غریبان کا ایک ناقص الاول نسخہ انجمن ترقیِ اردو ہند (علی گڑھ) کے کتاب خانے میں بھی موجود ہے۔ کیا عجب کہ یہ نسخہ وہی ہو جو ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے مطالعے میں رہا ہو۔ بہر حال وہ ایک مجموعے میں شفیق کے دوسرے تذکرے گلِ رعنا، کے ساتھ ہیوست ہے۔“ (ص ۳۵)۔

ڈاکٹر نذیر احمد نے آخر میں تذکرہ ”مردم دیدہ“ کے نسخہ علی گڑھ کا تعارف کرایا ہے۔ لکھتے ہیں: ”اس تذکرے کا ایک نسخہ انجمن ترقیِ اردو علی گڑھ کے کتاب خانے میں موجود ہے جس کو احمق پھپھوندوی (مداح) نے کسی ایسے نسخے سے نقل کیا ہے جس کا ترقیہ یہ ہے: نسخہ ”مردم دیدہ“ بہ غرہ رمضان المبارک ۱۱۸۱ھ بروز جمعہ در خجستہ بنیاد بہ اتمام رسد، مگر مداح کے بقول یہ نسخہ اغلاط سے پر ہے۔“ (ص ۳۸)۔ ڈاکٹر صاحب نے حاشیے میں کتاب خانہ ”حبیب گنج“ میں بھی ایک نسخے کی اطلاع دی ہے وضاحت کرتے ہیں: ”وہاں کی فہرست دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ نسخہ مطبوع ہے مگر طباعت کی تاریخ نہیں دی گئی ہے البتہ ٹائپ میں چھپنے کی اطلاع ہے۔“ (ص ۳۸)۔ ۱۰

تذکرہ ”مردم دیدہ“ پہلے اورینٹل کالج موگڑین، جلد ۳۱، ۱۹۵۵ع میں قسط وار شائع ہوا اور پھر کتابی صورت میں سامنے آیا۔

۱۔ ”مردم دیدہ“ مرتبہ سید عبداللہ کے پیش لفظ میں صراحت کی گئی ہے کہ یہ متن اس واحد اور کعباب نسخے کے روٹوگراف کی مدد سے تیار کیا گیا ہے جو مرحوم صدر یار جنگ حبیب الرحمان خان (بقیہ حاشیہ، صفحہ ۲۷۳ پر)

(۲۷۴)

”مذکر احباب کا تمغیدی جائزہ“ اس عنوان کے تحت ڈاکٹر امہانی فخرالزمان کا مقالہ ’معارف‘ ستمبر ۱۹۶۲ء جلد ۹، شماره ۳ کی زینت ہے۔ ”مذکر احباب“ از بہاءالدین نثاری بخاری کا سالِ اتمام اس کے تاریخی نام سے ظاہر ہے :

چوں دریں تذکرہ زبانِ قدم  
ذکر احباب کرد از ہر باب  
تمام و تاریخِ سالِ اتمامش  
گشت از انرو ”مذکر احباب“ ۹۷۴ھ

(صفحہ ۲۷۳ کا بقیہ حاشیہ)

شروانی کے کتاب خانے میں موجود تھا۔ اس نسخے کی ایک روٹوگراف نقل اس وقت دانش گاہ پنجاب کے کتاب خانے میں محفوظ ہے۔ (مردم دیدہ مرتبہ ڈاکٹر سید عبداللہ، طبع اول، لاہور، پنجابی ادبی اکیڈمی، ۱۹۶۱ء) اس ضمن میں راقم کے ایک استفسار کے جواب میں سید جمیل احمد رضوی ڈپٹی چیف لائبریرین، دانش گاہ پنجاب تحریر فرماتے ہیں: ”ہماری لائبریری میں تذکرہ مردم دیدہ کا روٹوگراف زہر شماره ۱۸، محفوظ ہے۔ یہ ٹائپ میں ہے۔ اس کے ۱۵۰ صفحات ہیں۔ اس کے آخر میں ایک نوٹ ملتا ہے جو غالباً نواب صدر یار جنگ محمد حبیب الرحمن خاں شروانی صدر الصدور کا لکھا ہوا ہے۔ اس کو ذیل میں نقل کرتا ہوں: ’در بلدہ حیدرآباد دکن ہرائے نیازمند نقل شد۔ اس کے نیچے پورے نام کے ساتھ دستخط موجود ہیں اور تاریخ ۱ رجب المرجب ۱۳۴۶ھ چہار شنبہ پڑی ہوئی ہے۔ اس داخلی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ مطبوع نہیں ہے۔ (مکتوب بنام راقم، مرقومہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۱ء)۔

(۲۷۵)

ڈاکٹر ام ہانی نے بعض داخلی شواہد سے ثابت کیا ہے کہ اس میں بہت بعد تک اضافے کا سلسلہ جاری رہا۔ بہاء الدین حسن نے یہ تذکرہ ”مجالس النفاٹس“ از مہر علی شیر نوائی کے سلسلے کو قائم رکھنے کے لیے تحریر کیا تھا۔ چنانچہ فاضل مقالہ نگار نے دونوں تذکروں کو سامنے رکھ کر جائزہ لیا ہے کہ بہاء الدین حسن نثاری بھاری نے صاحب ”مجالس النفاٹس“ کے بیانات کی تنقید یا تکمیل کس طور پر کی ہے۔ دونوں تذکروں سے خواجہ ابوالبرکہ، خواجہ عبداللہ اور مولانا فضائی کے تراجم بطور مثال نقل کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ”نفاٹس المائر“ ۱۰ کے ماخذ کی حیثیت سے ”مذکر احباب“ کا جائزہ لیا ہے۔ ”نفاٹس المائر“ از میر علاء الدولہ قزوینی کا اصل کام ۱۹۸۲ء میں ختم ہوا تھا اور اضافے کا سلسلہ خود اس کی داخلی شہادتوں کی بنا پر ۱۹۹۸ء تک جاری رہا۔“ (ص ۲۱۳)۔ ”حقیقت یہ ہے کہ نفاٹس المائر کا معتدبہ حصہ مذکر احباب کا معنون ہے مگر یہ امر بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ صاحب نفاٹس نے مذکر کی نہ اندھی تقلید کی ہے اور نہ تنہا اس کی اطلاعات پر قناعت کی ہے بلکہ اس کے ساتھ اپنی تحقیقات بھی تحریر کی ہیں۔ جا بجا مذکر کے

۱۔ ”نفاٹس المائر“ کے نسخے علی گڑھ، رام پور، برٹش میوزیم، از پاکستان اور میونخ کے کتاب خانوں میں موجود ہیں۔ مسلم یونیورسٹی کا نسخہ (مکتوبہ ۱۰۸۵ ھ) غالباً قدیم ترین ہے۔ اسی نسخے کی مدد سے ڈاکٹر ام ہانی نے نفاٹس کا نہایت مکمل ایڈیشن تیار کیا ہے۔ (بحوالہ خلیق احمد نظامی: مقالہ ”نفاٹس المائر“ مشمولہ ”فکر و نظر“ علی گڑھ، اکتوبر، ۱۹۶۷ء، ص ۱۳۲)۔

اشعار سے صرف نظر کر کے اپنا انتخاب دیا ہے“ (ص ۲۱۳)۔ صاحب ”نفاثات المآثر“ نے بعض شعرا کے تراجم ”مذکر احباب“ سے بعینہ نقل کر دیے ہیں اور ان کے احوال ہر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ مثلاً عبدالعزیز خاں، ابوالفتح سلطان سعید خاں بن ابوسعید خاں، مولانا فروغی، بیخودی، طاہر قاضی، علی بیگ، ہمد کرم اور محرم کرم وغیرہ۔ ان کے علاوہ کامران، عسکری، ابراہیم مرزا قاسم، شیخ ابوالوجد، سلطان عادل لاری، خواجہ زادہ کابلی، غزالی، شہدی، ہمایوں عراقی، مولانا واصفی، درویش مقصود تیرگر، نویدی نیشاپوری، مولانا شعوری، حاضری، نجفی، خواجہ حسین مروی، ملاسمی، مولانا عہدی، کوکبی اور آسیدی عراقی وغیرہ کے ذیل میں مذکور بعض واقعات و اشعار قزوینی نے ”مذکر احباب“ سے لیے ہیں۔ زہر نظر مقالے کے آخر میں صاحب تذکرہ کے حالات ذیل گئے ہیں اور ذخیرہ حبیب گنج میں موجود ”مذکر احباب“ کے دو نسخوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔

”معارف“ دسمبر ۱۹۶۲ء، جلد ۹، شمارہ ۶ میں ڈاکٹر محمد عرفان کا مقالہ ”قائم چاند پوری کا تذکرہ مخزن نکات“ شائع ہوا ہے۔ اس مقالے میں ”مخزن نکات“ کے مطبوعہ نسخے کو بنیاد بنا کر اس کی خوبیوں اور خامیوں سے بحث کی گئی ہے۔ قائم نے اپنے تذکرے میں مقدم کا جو دعویٰ کیا ہے اس کے بارے میں محققین و ناقدین کی آرا پیش کرنے کے بعد مقالہ نگار اپنا خیال ظاہر کرتے ہیں کہ ”میر اور فتح علی گردیزی کے تذکروں میں زمانی ترتیب کا لحاظ کیے بغیر شعرا کا ذکر کیا گیا ہے اس لیے قائم ان کو بیاض سمجھتے تھے، تذکرہ نہیں مانتے تھے۔ اس نقطہ نظر سے انہوں نے اپنے تذکرے کو اردو کا پہلا تذکرہ مانا ہے۔“ (ص ۳۵۲)

(۲۷۷)

’عارف‘ جلد ۹۲، شماره ۵، نومبر ۱۹۶۳ع میں ڈاکٹر ام ہانی فخرالزمان کا ایک اور مقالہ ”نفاٹس المآثر بحیثیت مأخذ میخانہ“ شامل ہے۔ ”میخانہ“ عبدالنبی قزوینی کی تالیف ہے، جس کا سال تکمیل ۱۰۲۸ھ ہے۔ یہ تذکرہ پروفیسر مولوی محمد شفیع کی تصحیح کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۹۲۶ع میں اورینٹل کالج میگزین میں شائع ہوا۔ دوسری

۱۔ پروفیسر مولوی محمد شفیع نے ”میخانہ“ کے دو نسخوں سے کام لیا ہے، ایک ذاتی نسخہ اور دوسرا رضالائبریری رام پور کا۔ دونوں کی کتابت، صاحب تذکرہ کی زندگی میں ہوئی تھی۔ مولوی محمد شفیع لکھتے ہیں: ”انہوں (شبلی) نے غالباً سب سے پہلے شعرالعجم کی پہلی جلد میں ’میخانہ‘ کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی... معلوم نہیں ہو سکا کہ مولانا نے ’میخانہ‘ کا مکمل نسخہ کہاں دیکھا تھا... گمان گزرتا ہے کہ کم سے کم ایک اور نسخہ ’میخانہ‘ کا مکمل یا نا مکمل ہندوستان میں موجود ہے۔“ [تذکرہ میخانہ اور اس کا مصنف“ مقالہ مشمولہ اورینٹل کالج میگزین، نمبر ۷، نومبر ۱۹۲۶ع، ص ۳۔] ڈاکٹر نذیر احمد لکھتے ہیں: ”اس کا ایک نامکمل نسخہ کتابخانہ ملی تہران میں مہری نظر سے گذرا... شبلی کے زیر استعمال نسخہ شاید کوئی اور ہے۔ ایرانی نسخے کے مطالب ہندی نسخوں سے زیادہ ہیں۔“ [تذکرہ میخانہ کا ایک اہم مخطوطہ“ مقالہ مشمولہ اورینٹل کالج میگزین، نمبر ۱۲۷، جلد ۳۳، عدد ۱، نومبر ۱۹۵۷ع۔] احمد گلچین معانی نے ۱۰۷۱ھ جاری کے مرقوم نسخے کو بنیاد بنایا ہے۔ ”میخانہ“ کے مقدمے میں لکھتے ہیں: ”این نسخہ کم اساس طبع حاضر (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۸ پر)

مرتبہ احمد گلچین معانی نے مزید تحقیق و تنقید کے ساتھ ۱۳۸۰ھ میں شائع کیا۔ انہوں نے شعرا کے تراجم میں دیگر ماخذ سے بھی استفادہ کیا۔ احمد گلچین معانی نے ۱۵۰ سے زائد ماخذ سے مدد لی لیکن دسویں صدی ہجری کے شعرا کے لیے ”تحفۃ سامی“ کے سوا کوئی معاصر شہادت فراہم نہ ہوسکی۔ زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر ام ہانی نے ”نفائس المآثر“ (۵۹۷۳-۵۹۹۸) کو بطور ماخذ ”میخانہ“ متعارف کرایا ہے اور ”نفائس المآثر“ کی مدد سے متعدد شعرا کے احوال میں اضافی معلومات فراہم کی ہیں۔

”گزل رعنا“ از سید عبدالرحی کے نئے ایڈیشن پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا دیباچہ ”معارف“ نومبر ۱۹۸۸ء، جلد ۱۳۲، شماره ۵ میں شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں تذکروں کی روایت کا مختصر احوال لکھنے کے بعد زیادہ زور قلم آزاد کی فروگذاشتوں کے بیان پر صرف ہوا ہے۔ ضمناً ”گزل رعنا“ کی ضرورتِ تہنیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ’معارف‘ کے صفحات میں فارسی و آردو شعرا کے تذکروں سے متعلق ایک قابلِ قدر ذخیرہ معلومات موجود ہے۔

(صفحہ ۲۷۷ کا بقیہ حاشیہ)

قرار گرفتہ است، سابقاً متعلق مرحوم سید عبدالرحیم خلخالی بوده و خط و امضای آن مرحوم در حاشیہ بعضی از صفحات آن نمودار است۔ [مقدمہ تذکرہ میخانہ، ایران، چاپخانہ سپہر، نوروز ۱۳۳۰ - ص ۲]

(۲۷۹)

پس نوشت

● — ’معارف‘ جنوری ۱۹۳۶ء، جلد ۷۷، شمارہ ۱، میں ڈاکٹر شوکت سبزواری کا مقالہ ”شعرائے رام پور کا ایک قلمی تذکرہ“ شامل ہے۔ یہ تذکرہ ایک فرانسیسی نژاد ہندوستانی جارج فانٹوم متخلص بہ صاحب نے نواب کلب علی خان بہادر والی رام پور کے فرمان و ارشاد سے تالیف کیا۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری، صاحب۔ تذکرہ کے مختصر تعارف کے بعد متعلقہ قلمی نسخے سے متعلق تحریر کرتے ہیں: ”تذکرہ عام سائز کے ۱۱۴ صفحات میں ہے، جس میں ہجا کی ترتیب سے ۶۳ رامپوری شعرا کا تذکرہ اور ان کے کلام کا بہترین انتخاب دیا گیا ہے۔۔۔ کاتب کا نام درج نہیں لیکن قیاس ہے کہ خود مؤلف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ سنہ کتابت بھی مرقوم نہیں ہے اور بعض مقامات پر نمونہ کلام کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔“ (ص ۶۶)

● — ’معارف‘ فروری ۱۹۶۸ء، جلد ۱۰۱، شمارہ ۲، میں سید سلیمان ندوی کے نام نواب سید محمد علی حسن خان کا مکتوب (مرقوم ۱۰ مارچ ۱۹۳۳ء) شائع ہوا ہے۔ تذکرہ ”صبح گلشن“ کی تالیف سے متعلق یہ خط، نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ مکتوب نگار کے الفاظ ہیں: ”آپ نے تذکرہ صبح گلشن کی نسبت دریافت فرمایا ہے۔ بجواب والا نام گذارش ہے کہ میری عمر اس وقت دوازدہ سال کی تھی، لیکن استاد مرحوم کے فیض صحبت سے مذاق سخن پیدا ہو چکا تھا، اس لیے میں نے بمشورہ استاد محترم مولوی محمد احسن صاحب مرحوم اور ہمدرد جناب مولوی سید یوسف علی صاحب مرحوم، جو تذکرے اور بیاضیں اس وقت موجود تھے، مختلف اشعار انتخاب کیے تھے، لیکن تکمیل و ترتیب اور دیباچہ حضرت والد مرحوم نے ترتیب دیا۔“ (ص ۱۴۹)

(۲۸۰)

### کتابیات

- ۱- احمد کلچین معانی: "تاریخ تذکرہ ہائے فارسی"، تہران، انتشارات دانشگاہ، ۱۳۳۸-
- ۲- تحسین، میر محمد حسین عطا خان: "نوطرزِ مرصع"، بمبئی، مطبع فضل الدین کھمکر، ۳ فروری ۱۸۳۶ع-
- ۳- سید عبداللہ، ڈاکٹر: "فارسی زبان و ادب"، طبع اول، لاہور، مجلس ترقی ادب، جون ۱۹۷۷ع-
- ۴- عارف نوشاھی: "فہرست نسخہ های خطی فارسی"، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی، ۱۹۸۳ع-
- ۵- عبدالحق، مولوی: "مقدمات عبدالحق" پہلا پاکستانی ایڈیشن، لاہور، اردو مرکز، ۱۹۶۳ع-
- ۶- علی رضا نقوی، سید، ڈاکٹر: "تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان"، تہران، مطبوعات علمی، ۱۹۶۳ع-
- ۷- فرمان فتح پوری، ڈاکٹر: "اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری"، طبع اول، لاہور، مجلس ترقی ادب، نومبر ۱۹۷۲ع-
- ۸- فیاض محمود، سید: "تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند" پانچویں جلد، فارسی ادب، حصہ سوم، اول، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، فروری ۱۹۷۲ع-

9. C.A. Storey: Persian Literature, (Vol. I, Part 2), London, Luza and co., 1953.

### تذکرے

- ۱- تحفۃ الشعراء از مرزا افضل بیگ خان قاشقال مرتبہ ڈاکٹر حفیظ قتل، حیدرآباد دکن، سب رس کتاب گھر، ۱۹۶۱ع-
- ۲- تذکرۃ الشعراء از دولت شاہ سمرقندی، بمبئی، ناشر مرزا ملک الکتاب شہرازی، ۱۸۸۲ع-

(۲۸۱)

- ۳- ایضاً ، مرتبه محمد عباسی، تهران ، انتشارات کتابفروشی بارانی -
- ۴- تذکره ہندی از مصحفی (نسخہ ندوہ) مرتبه ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری ، لکھنؤ، محمدی پبلیشرز : جنوری ۱۹۸۰ع -
- ۵- ایضاً، مرتبه مولوی عبدالحق، دہلی، جامع برقی پریس، ۱۹۳۳ع -
- ۶- ریختہ گوہاں از میر فتح علی گردیزی، مرتبه مولوی عبدالحق، اورنگ آباد، ۱۹۳۳ع -
- ۷- صبح وطن از محمد غوث خان اعظم : مدراس، اگست ۱۸۴۶ع -
- ۸- گلزار اعظم از محمد غوث خان اعظم، مدراس، ۱۲۷۲ھ -
- ۹- گلِ عجائب از اسد علی تمنا، مرتبه مولوی عبدالحق، اورنگ آباد، انجمن ترقی آردو، ۱۹۳۳ع -
- ۱۰- مخزن الغرائب از ملا احمد علی ہاشمی، (جلد اول)، لاہور، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۶۸ع -
- ۱۱- مخزن نکات از قائم چاند پوری، مرتبه مولوی عبدالحق، اول، اورنگ آباد، انجمن ترقی آردو، ۱۹۶۹ع -
- ۱۲- مذکر احباب از بہاء الدین نثاری بخاری، مرتبه سید محمد فضل اللہ، حیدرآباد دکن، دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۹۶۹ع -
- ۱۳- مردم دہدہ از عبدالحکیم حاکم لاہوری، مرتبه ڈاکٹر سید عبداللہ، لاہور، پنجابی ادبی اکیڈمی، ۱۹۶۱ع -
- ۱۴- میخانہ از عبدالنبی قزوینی، مرتبه احمد گلچین معانی، ایران، چاپخانہ سپہر، نوروز ۱۳۴۰ع -
- ۱۵- نشتر عشق از حسین قلی خان عاشقی، مرتبه اصغر جانفدا، دو شنبہ (تاجیکستان)، نشریات دانش، ۱۹۸۱ع -

(۲۸۲)

## رسائل

- ۱- اردو، کراچی، جولائی ۱۹۵۲ع۔
- ۲- اورینٹل کالج میگزین، لاہور، نومبر ۱۹۲۶ع، فروری ۵۵ع تا مئی ۵۷ع، اگست ۵۷ع۔
- ۳- خدابخش لائبریری جرنل، پٹنہ، نمبر ۳، ۱۹۷۷ع۔
- ۴- رسالہ ہندستانی، الہ آباد، اکتوبر ۱۹۲۳ع، جلد ۳، حصہ ۳۔
- ۵- صحیفہ، لاہور، نمبر ۳، دسمبر ۱۹۵۷ع۔
- ۶- فکر و نظر، علی گڑھ، اکتوبر ۱۹۶۰ع۔
- ۷- قومی زبان، کراچی، جنوری ۱۹۷۷ع، جلد ۷، شماره ۱۔
- ۸- مجلہ ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب لاہور، خصوصی نمبر، مشتمل بر فہرست مخطوطات شیرانی جنوری تا اپریل ۱۹۶۷ع۔
- ۹- معارف، اعظم گڑھ، متفرق شمارے۔
- ۱۰- نگار پاکستان، کراچی، تذکروں کا تذکرہ نمبر، ۱۹۶۳ع۔

## مکتوب

- ۱- مکتوب سید جمیل احمد رضوی، ڈپٹی چیف لائبریریئن، دانش گاہ پنجاب، بنام راقم، مرقوم، ۲۶ مارچ ۱۹۹۱ع۔